سوال

(204) کسی شخص کے مرجانے کے بعد چوتھے دن یا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کسی شخص کے مرجانے کے بعد چوتھے دن یا اس کے علاوہ متعین یا غیر متعین دنوں میں کسی مردے کے نام پر قرآن خوانی ک رکے اور غرباء کو کھانا کھلا کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن مجید پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے میت کے لیے استغفار کرنا جائز بلکہ احسن طریقہ ہے۔ رسمی طور پر دن مقرر نہ کرنا چاہیے۔

تشریح :

...مردے کے واسطے ختم قرآن پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :...اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ قرأۃ قرآن کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ علمائے احناف کے نزدیک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اور بعض اصحاب شافعی کے نزدیک پہنچتا ہے۔ اور اکثر علمائے شافعیہ کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے۔ جن کے نزدیک مردے کے واسطے ختم قرآن پڑھ کر بخشنا جائز ہے(ا)۔ اور جن کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے۔ ان کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ شرح کنز میں ہے :

(ا) ان کے نزدیک ثواب پہنچتا ہے۔

((ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہٖ صلوٰۃ کان او صوماً او حجا او صدقۃ او قرأۃ قرآن او غیر ذلک من جمیع انواع البر ویصل ذلک الی المیّت وینفعہ عند اھل السنّت))

امام نووی شرح مقدمہ مسلم میں لکھتے ہیں :

((وما قرآۃ القراٰن فالمشھور من مذھب الشافعی انہ لایصلی ثوابھا الی المیت وقال بعض اصحاب یصلی الی المیت وثواب جمیع العبادات من الصلوت والصوم والقراٰۃ وغیر ذلک))

اوراذکار میں لکھتے ہیں :

((وذھب احمد بن حنبل وجماعۃ من العلماء وجماعت من اصحاب الشافعی الی انہ یصلی ۔ واللہ اعلم))

(حررہ علی محمد عفی عنہ) (سید محمد نذیر حسین)

ھوالموفق :

... متاخرین علمائے اہل حدیث سے علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر رحمۃ اللہ علیہ سبل السلام میں مسلک حنفیہ کو ارجح دلیلاً بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قرآۃ قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے ازروئے دلیل کے زیادہ قوی ہے اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نیل الاوطار میں اسی کو حق کہا ہے ۔ مگر اولاد کے ساتھ خاص کیا ہے ۔ یعنی یہ کہا ہے کہ اولاداپنے والدین کے لے قرأت قرآن یا جس عبادت بدنی کا ثواب پہنچانا چاہے تو جائز ہے کیوں کہ اولاد کے تمام عمل خری مالی ہو یا بدنی اور بدنی میں قرأت قرآن ہو یا نماز یا روزہ یا کچھ اور سب والدین کو پہنچتا ہے ان دونوں علامہ کی عبارتوں کو معہ ترجمہ یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ سبل اسلام شرح بلوغ المرام جلد اول ص ۲۰۶ میں ہے :

((ان ھذہ الادعیۃ ونحوھا نافعۃ للمیّت بلا خلاف واما غیر ھا من قرأۃ القراٰن لہ فالشافعی رحمہ اللہ یقول لا یصلی ذلک الیہ وذھب احمد وجماعۃ من العلماء الی وصول ذلک الیہ وذھب جماعۃ من اھل السنۃ والحنفیۃ الی ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہٖ کان او صوماً او حجاً او صدقۃ او قرأۃ قراٰن او ذکر او اَیَّ نوع من انواع القرب وھذا ھو القول الارجح دلیلاً وقد اخرج دار قطنی ان رجلا سَال النبی ﷺ انہ کیف یبر ابویہ بعد موتھما فاجابہ بانہ یصلہ کھما مع صلوتہ ویصوم لھما مع صیامہ واخرج ابو داوٗد من حدیث معقل بن یسار عنہ ﷺ اقراٗ او علیٰ من تاکم سورۃ یٰسٓ وھو شامل للمیّت بل ھو الحقیقۃ فیہ واخرج ایشیخان انہ صلی اللہ کان یغمی عن نفسہ بکبش عن اَمَّتِہٖ بکبش وفیہ اشارۃ ان الانسان یفنعہ عمل غیرہٖ وقد بسطنا الکلام فی حواشی ضوء النھار بما یتضع منہ قوۃ ھذا المذھب انتھیٰ))

’’یعنی یہ زیارت قبر کی دعائین اور مثل ان کے اور دعائیں میت کو نافع ہیں بلا اختلاف اور میت کے لیے قرآن پڑھنا سو امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے ۔ اور امام احمد اور علماء کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ قرآن پڑھنے کا یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور علمائے اہل سنت سے ایک جماعت کا ۔ اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قرأۃ قرآن یا کوئی ذکر یا کسی قسم کی کوئی عبادت اور یہی قول دلیل کی رو سے زیادہ راجح ہے ۔ اور دار قطنی نے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کیوں کر نیکی و احسان کرے ۔ آپ نے فرمایا اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان دونوں کے لیے روزہ رکھے ۔ اور ابو داوٗد میں معقل بن یسار سے روایت ہے ، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں پر سورۃ یٰسٓ پڑھو اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے ۔ فی الحقیقت میت ہی کے لیے ہے ۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بھیڑا اپنی اُمت کی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک اپنی امت کی طرف سے ۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی ضوء الھنار میں اس مسئلہ پر بسوط کلام کیا ہے ۔ جس سے واضح ہوتا ہے ، کہ یہی مذہب قوی ہے ۔‘‘

نیل الاوطار میں ہے (صفحہ نمبر ۳۳۵ جلد ۳)

((والحق انہ یخصص عموم الایۃ بالصدقۃ من الولد کما فی احادیث الباب وبالحج من تولد کما فی خبر الخثعمیۃ ومن غیر الولد ایضا کما فی حدیث المحرم عن اخیۃ شبرمۃ ولم یستفصل ﷺ ھل اوصٰی شبرمۃ ام لا وبالعتق من الولد کما وقع فی البخاری فی حدیث سعد خلافا للمالکیۃ علی المشھور عندھم وبالصلوٰۃ من الولد ایضاً لما روی الدارقنی انّ رجلا قال یا رسول اللہ ﷺ انہ کان ابوان ابرھما فی حال حیاتھما فکیف لی ببرھما بعد موتھما فقال ﷺ ان من البر بعد البر ان تصلی لھما مع صلاتک وان تصوم لھما مع صیامک وبالصام من الولد لھذا الحدیث ؟ ولحدیث ابن عباس عند البخاری ومسلم ان امرأۃ قالت یا رسول اللہ ان امی ماتت وعلیھا صوم نذر فقال رأیت لو کان دین علی امک فقضیتہ اکان یؤدی ذلک عنھا قلت نعم قال فصومی عن امک واخرج مسلم وابو داوٗد والترمذی من حدیث بریدۃ ان امرأۃ قالت انہ کان علی امی صوم شھر فاصوم عنھا قال صومی عنھا ومن غیر الولد ایضاً لحدیث من مات وعلیہ صیام ، صام عنہ ولیہ متفق علیہ وبقرأۃ یٰسٓ من

الولد وغیرہ لحدیث اقرؤا علیٰ موتاکم یٰس وبالدعاء من الولد لحدیث او ولد صلح یدعولہ ومن غیر کالحدیث استغفروا الاخیکم وسلوالہ التثبیت ولقولہ تعالیٰ والَّذِیْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاَخْوَانِ الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَ بِالْاِیْمَانِ ۔ ولما ثبت من الدعا وللمیّتعند الزیادۃ الخ وبجمیع مایفعلہ الولد نوالدبہ من اعمال البر لحدیث ولد الانسان من سعیہ الخ)) (نیل الاوطار طبع جدید مصری جلد۴ ص ۸۰، راز دہلوی)

''حاصل وخلاصہ ترجمہ اس عبارت کا بقدر ضرورت یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ آیۃ: ((وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی))اپنے عموم پر نہیں ہے اور اُس کے عموم سے اولاد کا صدقہ خارج ہے۔ یعنی اولاد اپنے مرے ہوئے والدین کےلیے جو صدقہ کرے اس کا ثواب الدین کو پہنچتا ہے۔ اولاد اور غیر اولاد کا حج بھی خارج ہے۔ اس واسطے کہ خثعمیہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اولاد جو اپنے والدین کےلیے حج کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اور اولاد جو اپنے والدین کےلیے غلام آزاد کرے تو اس کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے۔ جیسا کہ بخاری میں سعد کی حدیث سے ثابت ہے اور اولاد جو اپنے والدین کےلیے نماز پڑھے یا روزہ رکھے سو اس کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا ہے۔ اس واسطے کہ دار قطنی میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ تھے میں ان کی زندگی میں ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرتا تھا۔ پس ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیوں کر نیکی کروں، آپ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ اپنے والدین کےلیے نماز پڑھ اور اپنے روزہ کے ساتھ اپنے والدین کےلیے بھی روزہ رکھ اور صحیحین میں ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ میری ماں مرگئی اور اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر تیری ماں کے ذمہ قرض ہوتا اور اس کی طرف سے تو ادا کرتی تو ادا ہو جاتا یا نہیں اس نے کہا کہ ہاں ادا ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا: روزہ رکھ اپنی ماں کی طرف سے۔ اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں آپ نے فرمایا: کہ اپنی ماں کی طرف سے روزہ رکھ اور غیر اولاد کے روزہ کا بھی ثواب میت کو ملتا ہے اس واسطے کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہے کہ جو شخص مرجائے اور اُس کے ذمے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے اس ولی روزے رکھے اور سورہ یٰس کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے۔ اولاد کی طرف سے اور غیر اولاد کی طرف سے بھی، اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے مردوں پر سورہ یٰس پڑھو۔ اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے۔ اولاد دعا کرے یا کوئی اور۔ اور جو جو کار خیر اولاد اپنے والدین کے لے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسا کی اولاد اس کی سعی سے ہے۔''

جب علامہ شوکانی اور محمد بن اسماعیل امیر کی تحقیق بھی سن لینا خالی از فائدہ نہیں۔ آپ شرح المنہاج میں فرماتے ہیں:

((لایصل عندنا ثواب القرأۃ علی المشہور۔ والمختار الوصول اذا سأل اللہ ایصال ثواب قرأۃ القرأن علی المشہور وینبغی الجزم بدلانہ دُعاء فاذا جاز الدعاء للمیّت بما لیس الداعی فلایجوز بما ھو لہ اولیٰ ویبقی الامر فیہ موقوفاً علی استجابۃ الدعاء وھو المعنی لایختص بالقرأۃ بل یجوی فی سائر الاعمال والظاہر ان الدعا متفق علیہ انہ ینفع المیّت والحی القریب والبعید بوصیۃ وغیرھا وعلی ذلک احادیث کثیرۃ بل کان افضل ان یدعو کاخیہ بظہر الغیر انتہیٰ ذکرہ فی نیل الاوطار))

''یعنی ہمارے نزدیک مشہور قول پر قرأۃ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ سے قرأۃ قران کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قرأۃ کا ثواب فلاں میت کو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے یا امر موقوف رہے گا (یعنی دعا اس کی قبول ہوئی تو قرأۃ کا ثواب میت کو پہنچے گا اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا) اور اس طرح پر قرأۃ کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے۔ اس واسطے کہ یہ دعا ہے پس جب کہ میت کےلیے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کےلیے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ جو آدمی کے اختیار میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔ نزدیک خواہ دور ہو۔ اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کےلیے غائبانہ دعا کرے۔''

واللہ اعلم بالصواب (کتبہ محمد عبدالرحمن المبارک پوری عفا اللہ عنہ) (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۲۴۱)

دیگر ہدائے ثواب قرأۃ قرآن للمیت میرے نزدیک صراحۃً کسی مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نیز صحابہ وتابعین سے بھی ثابت نہیں، اس لیے مجھے اس کی مشروعیت میں تأمل ہے۔ لوگ اہدائے ثواب و نیابت وبدل میں فرق نہیں کرتے۔ ((اقرأوا علیٰ موتاکم یٰس)) میں موتٰی کو ابن قیم رحمہ اللہ نے محتضر پر محمول کیا ہے۔ و نیز یہاں اہداء ثواب کی صورت بھی نہین ہے۔

واللہ اعلم (حضرت مولانا) عبیداللہ رحمانی مبارک پوری ۱۹۵۳۔۵۔۱۹، فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۵۳۲)

قرآۃ قرآن سے ایصال ثواب کے متعلق بعد تحقیق یہی فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب میت کو بخشے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والا خود بغرض ثواب بغیر کسی رسم ورواج کی پابندی کے پڑھے۔

از مولانا ثناء اللہ امرتسری ۹ جولائی ۳۷ھ۔ الراقم علی محمد سعیدی

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد05ص368